رشتوں کے قیام کی بنیادیں

(عہد جاہلیت، اسلام اور ہندومت کا خصوصی مطالعہ)

احمد سعید☆

ڈاکٹر عبدالرشید قادری☆☆

دعوت الی اللہ کی بہت سی صورتیں اور طریقے ہیں۔ان میں ایک اہم صورت خطابت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکام انسانوں کو پہنچانا ہے۔ اس مقصد کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں خطبات ارشاد فرمائے جن میں انسانوں کے ہر شعبہ زندگی سے متعلق احکام کا ذکر کیا گیا۔ان خطبات نبوی میں سب سے اہم خطبہ "خطبۂ حجۃ الوداع" ہے جسے عموماً عالمی منشور انسانیت اور "مسلم ورلڈ آرڈر" کہا جاتا ہے۔اس خطبہ کے وقیع مضامین سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے اس میں اسلامی عقائد، حقوق وفرائض کے علاوہ متعدد فقہی مسائل کا ذکر بھی فرمایا۔ان احکام میں ایک اہم مسئلہ اسلام میں رشتوں کی بنیادوں سے متعلق ہے،اسلام نے نکاح اور رضاعت سے ہی وہ رشتے قائم کرنے کی اجازت دی ہے جب کہ زنا اور متبنیٰ بنانے سے ایسے رشتے قائم نہیں کیے جا سکتے ،ان رشتوں کے قیام اور عدم قیام کے اسباب وذرائع سے متعلق اہم مسائل کا ذکر کرنے کے علاوہ اسلام سے قبل عہد جاہلیت اور ہندومت میں قیام نسب کے ذرائع کا ذکر بھی اس مقالہ کا حصہ ہو گا۔

ہر معاشرے اور مذہب میں انسانی رشتہ قائم کرنے کی مختلف بنیادیں ہیں۔ چونکہ اسلام عرب معاشرے میں براہ راست آیا لہٰذا اسلام نے اس معاشرے کی غلط رسوم ورواج کو معطل کر دیا یا ان میں اصلاح و ترامیم کی گئیں۔اسلام میں رشتوں کے قیام کے اسباب کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے،اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنے نسب کی طہارت کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اس طرح فرمایا:

"خَرَجتُ مِن نِكَاحٍ، وَلَم أَخرُج مِن سِفَا حٍ مِن لَدُن آدَمَ اِلَى أَن وَلَدَنِى أَبِى وَأُمِّى " (1)

میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور حضرت آدم سے میرے والدین کے ہاں میری ولادت تک میرے نسب میں

☆پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر علوم اسلامیہ ،دی یونیورسٹی آف لاہور

☆☆ایسوسی ایٹ پروفیسر علوم اسلامیہ ،دی یونیورسٹی آف لاہور

کوئی گناہ نہیں۔

اسلام میں نسب کی پاکیزگی کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے چنانچہ اس اہمیت کے پیش نظر اس کا ذکر خاص طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں کیا، سیرت ابن ہشام کے مطابق آپ ﷺ نے اس خطبہ میں فرمایا:

"وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلَّى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (2)

جس شخص نے خود کواپنے باپ کے علاوہ غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے خود کو اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

مسند امام احمد میں حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ اس موضوع سے متعلق اور زنا سے نسب ثابت نہ ہونے کے بارے روایت اس طرح نقل کرتے ہیں:

" سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي خُطبَتِهِ عَامَ حَجّةِ الوَدَاعِ إنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ، قَد أعطَى كلَّ ذِي حَقٍّ حَقّهُ ، فَلاَ وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ . اَلوَلَدُ لِلفَرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجرُ وَحِسَابُهُم عَلَى اللهِ تَعَالَى ، وَمَنِ ادَّعَىٰ إِلَى غَيرِ أَبِيهِ أو انتَمى إِلَى غَيرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيهِ لَعنَةُ اللهِ التَّابِعَةُ إِلَى يَومِ القَيَامَةِ"(3)

حضرت ابوامامہ الباہلی نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبۂ حجۃ الوداع میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے لہٰذا وارث کے لیے وصیت نہیں ہوگی، بچہ بستر والے کا ہوگا اور بدکار کے لیے پتھر ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور جو شخص اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ اور اپنے آقاؤں کے علاوہ کسی اور کی طرف کرتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت جو قیامت تک اس کا پیچھا کرے گی۔

اسلام میں رشتوں کے اثبات کی تین بنیادیں ہیں:

1۔نسب:

نسبی رشتے سے مراد وہ ولادت ہے جو نکاحِ صحیح کی بنیاد پر ہوتی ہے اور اسی ولادت سے رشتوں کا قیام عمل میں آتا ہے۔ نکاح صحیح سے مراد وہ نکاح ہے جو اسلام کے اصولوں کے مطابق منعقد کیا جائے جس میں پیغام نکاح، گواہوں کی موجودگی اور حق مہر کا تعین ہوتا ہے سورۃ النساء میں ہے:

" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ " (4)

تم پر تمہاری مائیں (رشتہ ازداج وغیرہ کے لیے) حرام کردی گئی ہیں۔ فقہ اسلامی میں ماں اُس عورت کو کہا جاتا ہے جس سے انسان کا تعلق ولادت کا ہو۔ نسب سے حرمت کا ذکر رسول اکرم ﷺ نے اس طرح فر مایا" إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ" (5) رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ولادت سے بنیادی رشتے قائم ہوتے ہیں یعنی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی اوران سے متعلق کسی فرد کا نکاح کرنا حرام ہو گا۔

2۔ رضاعت:

رضاعت کا لفظ رض ع سے ہے رضاعت کا لغوی معنی پستان کا چوسنا ہے خواہ انسان کی چھاتی سے چو سا جائے یا کسی جانور گائے اور بکری وغیرہ سے۔ کہا جاتا ہے " رَضَعَتهَا" اُس نے اسے دودھ پلایا۔(6) فقہی اصطلاح میں رضاعت سے مراد ہے:

" هُوَ مَصّ الرَّضِيع مِن ثَدى الآدمِية فِي وَقت مَخصُوص وَاحرم بهٖ وَاِن قَلّ فِي ثلا ثين شَهراً۔" (7)

کسی بچے کا مخصوص وقت میں یعنی ولادت سے لے کر دو سال کی عمر تک کسی عورت کے دودھ کو چوسنا یا کسی عورت کے دودھ کا ایسے بچے کے پیٹ میں جانا ہے جس کی عمر دو سال یا چوبیس ماہ سے زیادہ نہ ہو رضاعت کہلاتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:"وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا" (8) ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے کہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ اپنے پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے اُسے جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں پورا ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا گیا:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ"(9)

حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپیاں، تمہاری خالائیں، تمہاری بھتیجیاں، تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری رضاعی بہنیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضاعی رشتوں کو حقیقی رشتوں کی طرح قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلاَدَةِ" (10)

رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت یا نسب سے حرام ہوتے ہیں۔ مفسرین کرام کے نزدیک قرآنی آیت کریمہ میں اگرچہ صرف دو رضاعی رشتوں یعنی ماں اور بہن کا ذکر ہے تاہم اس میں اشارہ ہے کہ ساتوں رشتے جو نسب میں بیان ہوئے ہیں رضاعت میں بھی حرام ہیں یعنی رضاعی ماں، رضاعی بہن، رضاعی بیٹی، رضاعی پھوپھی، رضاعی خالہ، رضاعی بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں۔(11)

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ رضاعت سے بھی رشتوں کا اثبات ہوتا ہے یعنی رضاعی ماں، رضاعی بہن وغیرہ۔

لعان:

لعان کا لفظ لعن سے ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونا۔ لعان باب مفاعلہ سے ہے جس کا معنی ہے دو افراد کا باہم ایک دوسرے پر لعنت کرنا، فقہی اصطلاح میں لعان سے مراد ہے کہ جب میاں بیوی الگ الگ یا باہم دونوں ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگائیں یا عورت کے ہاں پیدا ہونے والے بچے کے نسب سے شوہر منکر ہو جائے تو پھر میاں بیوی دونوں چار چار بار قسم اٹھائیں کہ اللہ کی قسم میں نے زنا نہیں کیا اور پانچوں بار وہ قسم اٹھائے کہ اگر میں اپنی قسم میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اسی طرح شوہر کے بعد اس کی بیوی بھی چار قسمیں اٹھائے گی اور پانچوں بار خود پر لعنت کرے گی۔ منصف ان قسموں کے بعد اُن میاں بیوی کے درمیان تفریق کر دے گا اور اگر بچہ موجود ہے تو اُسے ماں کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور اس کی نسبت اس کی ماں کی طرف کر دی جائے گی اس لیے کہ مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَلْحَقَ ابْنَ الْمُلَاعَنَةِ بِأُمِّهِ "(12) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کرنے والی ایک خاتون کے بیٹے کا نسب اس کی ماں کے ساتھ ثابت کر دیا۔ لعان کا ذکر قرآن مجید میں بھی یوں کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ O وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ O وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ O وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ" (13)

اور جو لوگ اپنی ازواج پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اور خود ان کے سوا ان کے گواہ نہ ہوں تو ہر ایک کی شہادت یہ ہے کہ پہلے تو چار بار اللہ کی قسم اٹھائیں کہ بے شک وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غضب نازل ہو اور عورت کو یہ بات سزا سے ٹال سکتی ہے کہ وہ بھی پہلے چار بار اللہ کی قسم اٹھائے اور پانچویں باریوں کہے کہ اگر اس کا شوہر سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

اس آیت کا شان نزول حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ وران کی زوجہ کے بارے میں ہوا اور حضرت ہلال نے کہا تھا کہ یہ پیدا ہونے والا بچہ شریک بن سحماء کا ہے۔ اس طرح یہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا لعان ہوا۔ اس عورت سے پیدا ہونے والے بچے کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیدائش سے قبل یہ خبر بھی دی کہ یہ بچہ "أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، سَابِغَ الْأَلْيَتَيْنِ، خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ"(14)

کالی آنکھوں والا، بھری سُریں والا، موٹی پنڈلیوں والا پیدا ہو گا جبکہ وہ بچہ اسی صورت میں پیدا ہوا۔

اس آیت کے بعد آپ نے فرمایا: "لَوْلَا مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا شَأْنٌ"(15)

جو حکم اللہ کی کتاب میں گزر چکا اگر نہ ہوتا تو میں اس عورت کے ساتھ کچھ کرتا۔ اس واقعہ کا ذکر امام مسلم اور امام نسائی کے علاوہ دیگر محدثین کی ایک جماعت نے کیا ہے۔

عہد جاہلیت میں رشتوں کی بنیادیں:

اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں رشتوں کے قیام کی بنیادیں اور اسباب درج ذیل تھے:

1۔ نکاح سے

عربوں ہاں شریف قبائل میں پدری وابنیت اور شوہر بننے کا رشتہ نکاح ہی سے قائم ہوتا تھا، اس تعلق کو والدین دو خاندانوں سے مشاورت کر کے طے کرتے اور رشتہ طے ہونے کے بعد مجلس نکاح کا اہتمام ہوتا اور بڑی عزت ووقار اور نیک تمناؤں سے لڑکی کو رخصت کیا جاتا۔ اسلام نے اس طریقہ کو باقی رکھا۔

2۔ بدکاری:

عربوں کے ہاں رشتوں کا قیام نکاح کے علاوہ زنا اور بدکاری سے بھی ہوتا تھا، اس کے متعدد طریقے رائج تھے:

☆ عربوں میں جراءت و بہادری کا حصول ان کی کمزوری بن چکا تھا اور بہادر نسل کے حصول کے لیے وہ ہر قسم کا طریقہ اختیار کر لیتے۔ اس ضمن میں نسب کی طہارت و پاکیزگی ان کی ترجیح ثانیہ ہو گئی۔ بہادر بچوں کے حصول کے لیے نکاح کے بعد شوہر اپنی منکوحہ کو کسی شجاع یا سخی آدمی کے پاس بھیجتا تاکہ وہ اس سے ہم بستری کرے اور ایک شجاع بچہ پیدا ہو اور اصل مرد کو ایک نامور بیٹے کا باپ بننے کا اعزاز حاصل ہو۔(16)

شمر ذوالجوشن نامی شخص نے جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بڑی بہادری سے حصہ لیا تو اس کی اس بہادری سے متاثر ہو کر آپ نے اس کی بہن اُم البنین بنت حزام سے نکاح کیا اور اس سے حضرت عباس علم دار، عثمان اور عبد اللہ پیدا ہوئے جو میدان کربلا میں واقعتاً بڑی بہادری سے لڑے اور انہوں نے اپنے ماموں شمر ذوالجوشن کی طرف سے دعوت امان ملنے کے باوجود اپنے باپ شریک بھائی حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑا۔(17)

☆ عربوں میں رشتوں کے قیام کا دوسرا طریقہ زنا کا تھا جس کی دو صورتیں تھیں:

اول: ایک عورت کے پاس آٹھ نو آدمی ہم بستری کرتے تو جب اس عورت کے ہاں اس کے بعد بچہ پیدا ہوتا تو پھر وہ عورت ان سب لوگوں کو اپنے پاس بلاتی اور جس مرد سے چاہتی اس بچے کا نسب ملا دیتی اور کہتی کہ یہ تمہارا بچہ ہے اور مرد اس کا انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اگر بیٹی پیدا ہوتی تو ان لوگوں کو بلائے بغیر جس شخص کے ساتھ چاہتی اس لڑکی کا پدری رشتہ قائم کر دیتی۔

دوم: بدکار عورتیں اپنے مکانوں پر جھنڈے لہراتیں یہ اس بات کی علامت ہوتا کہ کوئی مرد جب چاہے اس کے پاس آکر جنسی ملاپ کر سکتا ہے اور اس دوران اگر کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پھر کسی قیافہ شناس کو بُلایا جاتا اور وہ اس بچے کا پدری رشتہ جس فرد سے چاہتا قائم کر دیتا۔

سوم: تیسری صورت یہ تھی کہ عورت کا شوہر کے علاوہ کسی اور مرد سے زنا ثابت ہونے کے باوجود نسب باپ کی طرف ہی ملایا جاتا اگرچہ وہ بچہ باپ کے نطفہ سے پیدا نہ ہوا ہو۔۔اس صورت کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ ولید بن مغیرہ مخزومی جو مکہ کا ایک کافر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم کی یہ آیات نازل فرمائیں:

فلَا تُطِعُ المُكَذِّبِينَ O وَدُّوا لَو تُدهِنُ فَيُدهِنُونَ O وَلَا تُطِع كُلَّ حَلَّا فٍ مَّهِينٍO هَمَّازٍمَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ O مَنَّا عٍ لِّلخَيرِ مُعتَدٍ اَثِيمٍ O عُتُلٍّ بَعدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ O (18)

(اے رسول) بالخصوص آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جو تکذیب کرنے والا ہو، یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے منصبی کام میں ڈھیلے ہو جائیں تو یہ لوگ بھی ڈھیلے ہو جائیں۔اور آپ بالخصوص کسی ایسے شخص کا بھی کہنا نہ مانیں جو بہت قسمیں اٹھانے والا ہو، بے وقعت ہو، طعنے دینے والا ہو اور چغلیاں لگاتا پھرتا ہو، نیک کام سے روکنے والا ہو، حد اعتدال سے گزرنے والا ہو، گناہوں کا مرتکب ہو، سخت مزاج ہو اور ان سب کے علاوہ وہ نطفہء حرام بھی ہو۔

ان آیات میں ولید بن مغیرہ کے نو عیوب بیان کیے گئے جن میں آخری عیب یہ تھا کہ وہ نطفہ حرام ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے بارے نو باتیں بتائی ہیں ان میں سے آٹھ کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن نویں بات یعنی "نطفہ حرام" ہونے کے بارے میں مجھے سچ سچ بتاؤ ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا اور اس کا مال غیر لوگ لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلایا اور تو اس سے پیدا ہوا۔(19)

اس روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے اس حقیقت کو جاننے کے بعد بھی (کہ وہ اپنے باپ مغیرہ کے نطفہ سے نہیں ہے) اپنا نسب اور پدری رشتہ اپنی والدہ کے شوہر مغیرہ کی طرف ہی کیا نہ کہ اس چرواہے کی طرف۔

عربوں کی ان خرافات کے برخلاف اسلام میں زنا سے کسی صورت بھی نسبی رشتہ کا اثبات نہیں ہوتا۔قرآن حکیم میں زنا کو ایک قبیح جرم قرار دے کر اسے روکا گیا ہے اور اس کی باقاعدہ سزا اسلامی حدود میں

شامل ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس کا ذکر اس طرح فرمایا: ((وَلِلعَاهِرِ الحَجَر)) عاہر کا معنی بدکار ہے یعنی بدکاری سے پیدا ہونے والا بچہ پتھر کی مانند ہے، جس طرح پتھر سے کوئی نسب قائم نہیں ہوتا اسی طرح بدکاری سے بھی کوئی رشتہ جیسے بیٹا، بہن، بھائی وغیرہ قائم نہیں ہوتا۔

3۔ متبنیٰ بنانے سے:

اگر کوئی شخص کسی کو اپنی زبان سے بیٹا بنانے کا اعلان کرتا تو اس کی حیثیت و معاملات اصل رشتوں کے سے ہو جاتے۔ جیسے عربوں کے ہاں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا کہ اس کا فلاں عضو اس کی ماں یا کسی محرم عورت کے عضو جیسا ہے اور ان کو باہم ایک دوسرے سے تشبیہ دیتا تو وہ بیوی اس پر مکمل حرام ہو جاتی۔اس ضمن میں حضرت خولہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنھا کی مثال ہے جن کے شوہر حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے غصے کے عالم میں ایسے کلمات تشبیہ کہہ دیے۔ اولاً رسول اکرم ﷺ نے عرب کے رواج کے مطابق اس کی زوجیت کو ختم کر دیا اس لیے کہ عربوں کے بہت سے معاشرتی مسائل اس وقت تک معتبر رہے جب تک ان کے بارے اسلام کا کوئی واضح حکم نازل نہ ہو جاتا، بہر حال بعد میں حضرت خولہ رضی اللہ عنھا کے دردمندانہ اصرار پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں:

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ O الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌO (20)

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سُن لی جو اپنے خاوند کے متعلق بحث و تکرار کر رہی تھی اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی باتیں سُن رہا تھا، بے شک اللہ بہت سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (بیوی سے یہ کہتے ہیں کہ تمہاری پشت میرے لیے میری ماں کی پشت کی طرح ہے) وہ عورتیں حقیقت میں ان کی مائیں نہیں، ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہوئے اور بے شک وہ ضرور بُری اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور بے شک اللہ ضرور اور بہت معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات میں اس مسئلہ سے متعلق عربوں کی رائے اور عمل کو ختم کر دیا گیا اور یہ واضح کر دیا گیا کہ نسبی رشتوں کی بنیاد اور خاتمہ کے اسباب الفاظ نہیں ہوتے بلکہ اصل رشتوں کا سبب نسب ہوتا ہے۔(21)

عربوں مین متبنیٰ کرنے سے کئی مسائل میں بھی فرق کیا جاتا۔ جب رسول اکرم ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ (22) کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کیا حضرت زینب کا تعلق چونکہ قبیلہ قریش سے تھا لیکن آپ نے ان کا نکاح اپنی خواہش کے مطابق کیا لیکن ان میں اس سماجی تفاخر اور واضح ذہنی فرق کے باعث نبھا نہ ہو سکا اور حضرت زید نے انہیں طلاق دے دی۔ بعد ازاں خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کر لیا، اس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا:

"اِذ تَقُولُ لِلَّذِی اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنعَمتَ عَلَیْہِ اِمسِک عَلَیکَ زَوجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَتُخفِی فِی نَفسِکَ مَا اللہ مُبدِیہِ وَتَخشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَن تَخشَاہُ فَلَمَّا قَضٰی زَیدُ مِّنھَا وَطَراً زَوَّجنٰا کَھَا لِکَی لَا یَکُونَ عَلَی المُؤمِنِینَ حَرَج فِی اَزوَاجِ اَدعِیَآ ئِھِم اِذَا قَضُوا مِنھُنَّ وَطَراً وَکَا نَ اَمرُ اللّٰہِ مَفعُولاً "(23)

جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ بات بھی چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے تھا، آپ لوگوں کے طعن سے اندیشہ کرتے تھے اور آپ کو اللہ ہی سے ڈرنا زیادہ بنتا ہے اور یہی سزاوار ہے۔ پھر جب زید کا اپنی بی بی سے جی بھر گیا تو ہم نے آپ کا نکاح اس سے کر دیا تا کہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے نکاح کے بارے کچھ تنگی نہ رہے، جب وہ منہ بولے بیٹے اُن سے اپنا جی بھر چکیں اور اللہ کا یہ حکم تو ہونے والا ہی تھا۔

زمانہ جاہلیت میں یہ معمول بھی تھا کہ جب کوئی شخص کسی کو متبنیٰ بنالیتا تو اسے اپنے حقیقی بیٹے کی طرح رکھتا، وہ متبنیٰ کرنے والے کے ترکہ میں حصہ دار ہوتا اور اس کی زوجہ اس آقا کی حقیقی بہوؤں کی طرح ہوتی جس سے بیوہ یا مطلقہ ہونے کی صورت میں وہ نکاح نہیں کر سکتا تھا جب کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کی مطلقہ سے نکاح فرما کر یہ رسم جاہلیت توڑ دی حسب معمول اس اقدام پر جس پر عرب معاشرے میں بہت مخالفت

ہوئی۔رشتے قائم کرنے کی اس بنیاد کو اسلام نے ختم کر دیا اور عربوں کے اس رواج کو منسوخ کر دیا۔(24)اس کے لیے سورۃ الاحزاب کی آیت 37 کے علاوہ یہ آیت بھی نازل فرمائی:

"مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ O ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا" (25)

اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (حقیقی) بنایا ہے، یہ تمہارا صرف زبانی کہنا ہے اور اللہ حق بات کہتا ہے اور وہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ منہ بولے بیٹوں کو ان کے حقیقی بیٹوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک بہت انصاف کی بات ہے، پس اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو وہ دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور اگر تم نے غلطی سے بلاارادہ کہا تو اس پر تم پر کوئی گرفت نہیں لیکن اگر تم نے عمداً کہا ہے (تو اس پر گرفت ہوگی) اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت مہربانی کرنے والا ہے۔

اس طرح اسلام نے رشتوں کا سبب نکاح صحیح کی بنیاد پر ہونے والے نسب قرار دیا ہے اور اسی بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا اور خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنے پر وعید فرمائی جیسے ان احادیث میں فرمایا گیا:

"مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ"(26)

جس شخص نے خود کو اپنے غیر باپ کی طرف منسوب کیا حالانکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے۔

"لَا تَرغَبُوا عَن اآبَا ئِكُم ، فَمَن رَغِبَ عَن اَبِيهِ فَهُوَ كَفر"(27)

اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو پس جس شخص نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو یہ کفر ہے۔

ہندومت میں رشتوں کی بنیادیں

عہد جاہلیت میں رشتوں کے اسباب اور بنیادیں نکاح، تبنیت، زنا اور لفظی ظہار کے الفاظ تھے، اسی طرح ہندومت جو برصغیر کا قدیم ترین مذہب ہے اس میں رشتوں کا اثبات دو طریقوں سے ہوتا ہے:

1۔ نکاح:

نکاح کا ذکر ستیار تھ پر کاش کے چوتھے سملاس میں بڑی تفصیل سے ہے جس میں بیاہ کے متعدد مسائل واحکام کا ذکر کیا گیا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کے ہاں مرد و عورت کے درمیان نکاح سے رشتے قائم ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کے ہاں نکاح کا طریقہ اسلام کے شروع طریقے سے قطعاً مختلف ہے۔

2۔ یوگ:

یوگ سے مراد یہ ہے کہ کسی شوہر کے نامرد ہونے کی صورت میں اس کی عورت کسی دوسرے شخص سے مباشرت کر سکتی ہے اور پیدا ہونے والا بچہ اصل شوہر ہی کا کہلاتا ہے۔

چونکہ ہندو مذہب میں طلاق اور عقد ثانی کی گنجائش نہیں لہٰذا ایک ہی جوڑا اپنی زندگی مکمل کرتا ہے۔ اگر کسی عورت کا شوہر ملک سے باہر گیا ہو یا اس سے اولاد پیدا نہ ہو تو اس صورت میں بیوی کسی اور شخص سے ہم بستر ہو کر نطفہ حاصل کر سکتی ہے اور وہ بچہ اس کے اصل شوہر ہی کا کہلائے گا۔ اس یوگ کے عمل کا ذکر سوامی دیانند جی نے ستیار تھ پر کاش کی دفعہ 138 اور 139 میں اس طرح کیا ہے:

"جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو تب وہ اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر، کیونکہ مجھ سے اولاد نہیں ہو سکے گی، تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے لیکن اس بیاہے مہاشے (عالی حوصلہ) خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔ ویسے ہی عورت بھی جب بیماری وغیرہ امراض میں مبتلا ہو کر تولد و اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنے خاوند کو اجازت دے کہ اے مالک! آپ اولاد کی امید مجھ سے چھوڑ کر کسی دوسری بیوہ عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کر لیجیے جیسے پانڈو راجہ کی عورت کُنتی اور ماوری وغیرہ نے کیا۔ (28) اور جیسا کہ پانڈو وراجا کی کُنتی اور ماوری وغیرہ نے کیا اور جیسا دیاس جی نے چتر انگدار اور چتر ویرج کے مرجانے پر اپنے بھائیوں کی عورتوں سے نیوگ کر کے امیگا امبا سے دھرت راتسرڑ اور ابنا لیکا سے پانڈو اور رداسی سے رِدُر کو پیدا کیا، اس قسم کے تاریخی واقعات بھی اس بارے میں ثبوت ہیں۔ سوامی دیانند جی کے نزدیک نیوگ سے دس بچے پیدا کیے جا سکتے ہیں"۔(29)

ان دو طریقوں کے علاوہ ہندو مذہب میں اولاد کا رشتہ قائم نہیں ہوتا، اگر کوئی شخص کسی غیر عورت سے جنسی تعلق قائم کرتا خواہ وہ رضامندی سے ہو یا جبراً ہو اسے گناہ قرار دیا گیا ہے اور جس کی مختلف صورتیں میں مختلف سزائیں مقرر کی گئی ہیں، چنانچہ زنا کی دو صورتوں کے بارے ارتھ شاستر میں ہے:

1۔ ہم پلہ ذات کی کسی لڑکی کے ساتھ جنسی فعل کرنے والے کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں یا اس سے چار سو پن جرمانہ وصول کیا جائے۔

2۔ کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اس کی مرضی سے ایسا کرے گا تو وہ 54 پن جرمانہ دینے کا پابند ہو گا۔(30)

خلاصہ بحث

رشتوں کے ان اسباب اور فطری بنیادوں کے تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے دنیا کے ہر دین اور معاشرے میں نسب اور قیام نسب کے الگ الگ قوانین ہیں، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبۂ حجۃ الوداع میں اسلام میں رشتوں کے قیام کے اسباب بیان فرمائے جن میں نسبی طہارت و پاکیزگی کا عنصر نمایاں ہے جبکہ دور جاہلی میں اس حوالے سے کسی قسم کی نسبی طہارت کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ ہندو مذہب میں بھی اگرچہ قیام نسب کو نکاح تک محدود رکھا گیا ہے لیکن اس میں بھی یوگ کا تصور موجود ہے جس سے نسب میں پاکیزگی و طہارت اپنی اصل میں قائم نہیں رہتی۔ آج کے ترقی یافتہ سیکولر دور میں بھی نکاح کے علاوہ دیگر رشتوں کے قیام کے اسباب کو مستحسن تصور نہیں کیا جاتا۔ یہ دین اسلام کی خصوصیت بھی ہے اور اس کی عالمگیریت بھی کہ اس نے رشتوں کے قیام اور نسب میں بہت احتیاط رکھنے کی تلقین فرماتی ہے اور انہی اصولوں کی روشنی میں آج علماء کرام، جدید طبّی صورتوں میں بھی اس احتیاط کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1۔ حافظ سلیمان بن احمد طبرانی، **المعجم الاوسط**، رقم الحدیث: 4725، مکتبۃ المعارف، الریاض، 1995ء، جلد 5، صفحہ 366

2۔ محمد بن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، فاروقی کتب خانہ، ملتان، جلد 2، صفحہ 352

3۔ امام احمد، **المسند**، (رقم الحدیث: 22650)، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)، جلد 5، صفحہ 267

4۔ سورۃ النساء، 22:

5۔امام مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**،(کتاب الرضاع، باب یحرم من الرضاعۃ مایحرم من الولادۃ، رقم الحدیث؛ 3568)، دارالسلام، ریاض، 1999ء

6۔ابن منظور جمال الدین، **لسان العرب**، (بذیل مادہ رض ع)، دار صادر، بیروت، (ت۔ن)، جلد 2، صفحہ 1519

7۔عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی، **کنزالد قائق**، (کتاب الرضاع)، سعید سنز، کراچی، (ت۔ن)، صفحہ 119

8۔سورۃ الاحقاف: 15

9۔سورۃ النساء: 23

10۔امام مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، (کتاب الرضاع، باب ماحرم من الرضاعۃ مایحرم من الولادۃ، رقم الحدیث: 3570)

11۔ڈاکٹر محمد مظہر یٰسین صدیقی، **مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء**، (ولادت و رضاعت) نشریات، لاہور، 2008ء، صفحہ 325

12۔امام احمد، **المسند**، (رقم الحدیث: 4953)، جلد 2، صفحہ 38

13۔سورۃ النور: 6۔9

14۔امام ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، (ابواب الطلاق، باب اللعان، رقم الحدیث: 2067)، دارالسلام، ریاض، 1999ء

15۔ امام ترمذی، **جامع الترمذی**، (ابواب الطلاق، باب ما جاء فی اللعان، رقم الحدیث: 1202)، دارالسلام، ریاض، 1999ء

16۔ پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ**، (اہل عرب میں شادی و بیاہ کے طریقے) ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1420ھ، جلد 1، صفحہ 359۔360

17۔ ملا محمد باقر مجلسی، **جلاء العیون**، ترجمہ، سید عبد الحسیب، (باب اول احکام ابن زیاد) شیعہ جنرل بک ایجنسی، لاہور، (ت۔ن)، جلد 2، صفحہ 174

18۔ سورۃ القلم: 8۔13

19۔ غلام رسول سعیدی، **تفسیر تبیان القرآن**، (بذیل تفسیر سورۃ القلم)، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1999ء جلد 12، صفحہ 185

30۔ سورۃ المجادلہ: 1۔2

21۔امام محمد بن احمد قرطبی، **تفسیر الجامع لاحکام القرآن**، داراحیاء التراث العربی، قاہرہ، 1965ء، جلد 17، صفحہ 270

22۔ حضرت زید کے والد بنو قضاعۃ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک معزز قبیلہ تھا۔ایک سفر میں حضرت زید جو اس وقت کم عمر تھے ان کو بنو قین کے لوگوں نے اٹھالیا اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں حضرت حکیم بن حزام کے ہاتھوں چار سو درہم میں فرو

ختت کر دیا جسے آپ نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو عطیہ کر دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ سے ہوا تو انہوں نے اسے آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ ایک بار حضرت زید کے اعزہ واقارب آپ کے بارے علم ہو جانے کے بعد آپ کو لینے کے لیے مکہ مکرمہ آ گئے تو آپ ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا کہ اگر وہ ان کے ساتھ جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں لیکن حضرت زید نے اپنے والد اور چچا کو چھوڑ کر آنحضور ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کر دیا اس بنا پر حضرت زید کو زید بن محمد کہا جانے لگا۔ (ابن حجر احمد بن علی عسقلانی، **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**، (نمبر 2891)، المکتبۃ المعروفیہ، کوئٹہ 2012ء، جلد 1، صفحہ 644۔

23۔ سورۃ الاحزاب: 37

24۔ محمد بن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، (رقم: 4124)، دار الفکر، بیروت، 1994ء، جلد 6، صفحہ 75۔

25۔ سورۃ الاحزاب: 4۔5

26۔ امام بخاری، **الجامع الصحیح**، (کتاب الفرائض، بان من ادعیٰ الی غیر ابیہ، رقم الحدیث: 6766)، دار السلام، ریاض، 1999ء

27۔ امام مسلم، **الجامع الصحیح**، (کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ، رقم الحدیث: 218)

28۔ سوامی دیانند جی، **ستیارتھ پرکاش**، (سملاس چوتھا) آرین پرنٹنگ، کمپنی، لاہور، 1902ء، صفحہ 101۔114

29۔ ایضاً، صفحہ 145۔155

30۔ کوتلیہ چانکیہ، **ارتھ شاستر**، (چوتھا حصہ، باب 12)، نگارشات، لاہور، 2011، صفحہ 302